۱۱۔ دادی امّاں مان جاؤ

اَنیس اعظمی

پہلی بات : تعلیم کا اصل مقصد انسان کی کردار سازی اور شخصیت سازی ہے۔ بدقسمتی سے اسے روزگار حاصل کرنے کا ذریعہ سمجھ لیا گیا تھا۔ پرانے زمانے میں لڑکیوں کو یہ سوچ کر تعلیم سے محروم رکھا جاتا تھا کہ انھیں تو چار دیواری میں رہ کر صرف گھر سنبھالنا ہے۔ حالانکہ ایک تعلیم یافتہ عورت اپنے گھر کو سلیقے سے سنبھال سکتی ہے۔ موجودہ زمانے میں تعلیمِ نسواں کو فروغ حاصل ہو رہا ہے۔ ذیل کے ڈرامے میں اسی خیال پر زور دیا گیا ہے۔

جان پہچان : معروف ڈراما نگار انیس اعظمی یکم جولائی ۱۹۵۵ء کو جیراج پور، اعظم گڑھ کے ایک تعلیم یافتہ گھرانے میں پیدا ہوئے۔ ڈاکٹر ذاکر حسین کالج، دلّی میں اعلیٰ تعلیم حاصل کرنے کے بعد وہ ڈراما تھیٹر سے وابستہ ہوگئے۔ انھوں نے کئی ڈرامے، نکڑ ناٹک اور ٹی وی سیریل لکھے۔ بچوں کے لیے بھی کئی کتابیں تصنیف و ترجمہ کی ہیں۔ انیس اعظمی نے نو برسوں تک نیشنل اسکول آف ڈراما میں تدریسی خدمات انجام دیں۔ وہ اُردو اکیڈمی دلّی کے سکریٹری بھی رہے ہیں۔ انیس اعظمی کے ڈراموں کا مجموعہ 'جلوس' شائع ہو چکا ہے۔ اُتر پردیش اور مغربی بنگال اُردو اکیڈمیوں نے انھیں انعامات سے نوازا۔

کردار

دادی امّاں	-	عمر پچھتّر سال	امّاں	-	عمر پینتالیس سال
ثمینہ	-	بڑی بیٹی، عمر پندرہ سال	تہمینہ	-	منجھلی بیٹی، عمر بارہ سال
روبینہ	-	چھوٹی بیٹی، عمر آٹھ سال	کام والی	-	ایک مراٹھی عورت
مہرو	-	لڑکیوں کی پھوپھی			

منظر

(پردہ اُٹھتا ہے)

(گھر کا کھلا آنگن، آنگن کے بعد بڑا سا دالان، دالان کی داہنی دیوار کے سہارے گاؤ تکیے سے ٹکی ہوئی دادی امّاں چھالیا کاٹ رہی ہیں۔ پان سے بھرا منہ چل رہا ہے۔ صبح سات سوا سات بجے کا وقت ہے۔ گھر کے سب لوگ اپنے کاموں میں مشغول ہیں۔ دالان کی بائیں جانب امّاں اسٹو پر چائے بنا رہی ہیں۔ ان کے سامنے برتن پھیلے ہوئے ہیں۔ دالان کے درمیانی حصے میں ثمینہ اسکول کا بستہ درست کر رہی ہے۔ تہمینہ بھی اسکول جانے کی تیاری میں مشغول ہے۔ قریب ہی اس کا بستہ رکھا ہے اور وہ جوتے پالش کر رہی ہے۔ تیسری بیٹی روبینہ جس کے بال کھلے ہوئے ہیں، اس نے اسکول یونیفارم پہن رکھا ہے۔ اس کے ہاتھ میں بڑا سا کنگھا ہے اور وہ اپنی ماں سے لگ کر بیٹھی ہے)

دادی : اری ثمینہ بیٹی دیکھو، میری چھالیا ختم ہوگئی ہے۔ ذرا لپک کے بنی کی دکان سے ایک روپے کی چھالیا تو لے آ۔

ثمینہ : دادی تمھیں تو پتا ہے کہ ابا نے میرا دکان پر اور بازار میں جانا بند کرا دیا ہے۔ پھر اب ایک روپے کی چھالیا بھی تو نہیں ملتی۔

دادی : اری آگ لگے اس مہنگائی کو، تہمینہ کہاں ہے، اسی سے منگوا لیتی ہوں۔

تہمینہ : دادی، مجھے اسکول کے لیے دیر ہو رہی ہے۔تم روبینہ سے منگا لو۔

دادی : اری بیٹا روبینہ، ذرا بن کی دکان سے ایک روپے کی چھالیا تو لے آ۔

روبینہ : دادی، مجھے بھی تو اسکول جانا ہے۔کسی اور سے منگوا لو۔ (اماں سے) اماں، میری چوٹی باندھ دو نا، دیر ہو رہی ہے۔

دادی : اری کم بختو تمھارا ناس جائے۔اسے تمھارے باوا نے تو تینوں کا داخلہ کرادیا اسکول میں، ایک بھی میرے کام کی نہ رہی۔ جسے دیکھو اسکول بھاگی جا رہی ہے۔ارے، اسکول میں ذرا سی دیر ہو جائے گی تو کون سی قیامت آ جائے گی۔

امّاں : روبینہ، تو لپک کے لے آ دادی کی چھالیا۔

روبینہ : اماں، اتنی دیر سے کہہ رہی ہوں، میری چوٹی باندھ دو۔کوئی سنتا ہی نہیں۔

امّاں : ارے ثمینہ، جلدی سے اس کی چوٹی تو باندھ دے۔

ثمینہ : اماں، مجھے دیر ہو رہی ہے اور ابھی کپڑے بھی پریس کرنے ہیں۔ دیر سے اسکول پہنچنے پر سزا ملتی ہے۔

دادی : (غصّے سے) ستیاناس ہو اس پڑھائی کا! اری کیا ملے گا اس سے (تینوں کو گھورتے ہوئے) جسے دیکھو اسکول، اسکول، اسکول۔ آنے دو تمھارے باپ کو۔

امّاں : ثمینہ، ذرا اوپر جا کر اپنے ابا کو تو اُٹھا دے۔

ثمینہ : میں نہیں جا رہی۔ایک تو اُٹھتے نہیں، اُٹھتے ہیں تو ڈانٹنے لگتے ہیں۔

دادی : اری، یہی پڑھتی ہو اسکول میں، اپنے گھر میں اپنے ہی باپ کی برائی! بیڑا غرق ہو جائے تمھارا۔

روبینہ : امّاں، اتنی دیر سے کہہ رہی ہوں، میری چوٹی باندھ دو نا۔

امّاں : دیکھ، میں ناشتہ بنا رہی ہوں (آلو چھیلتے ہوئے) او ثمینہ، اس کی چوٹی باندھ دے۔اری سن رہی ہے یا کان بہرے کر رکھے ہیں۔

ثمینہ : بس سب میرے پیچھے پڑ جاؤ۔اللہ کسی کو بڑی بیٹی نہ بنائے۔

روبینہ : اور چھوٹی بیٹی بھی نہ بنائے ... باجی میری چوٹی بنا دو ...

دادی : (امّاں کی طرف دیکھتے ہوئے) اے دلھن، اب ثمینہ کو بھی گھر بٹھا لو، جب اس کا دکان پر جانا بند کرا دیا تو اسکول سے بھی اُٹھا لو۔ اتنی بڑی ہو گئی پھر بھی نہ طریقہ نہ سلیقہ۔جس گھر میں جائے گی، ہماری ناک کٹوائے گی۔

ثمینہ : جسے دیکھو میرے ہی پیچھے پڑا ہے ... ابھی دسویں جماعت میں گئی ہوں۔ابھی سے گھر بٹھا لو مجھے۔

دادی : اری تو تو بڑی کلّے دراز ہو گئی ہے، ناس پٹی۔ اُٹھنے دے تیرے باوا کو۔ آج

سبق سکھوا کے چھوڑوں گی۔ گز بھر کی زبان ہوگئی ہے۔

روبینہ : امّاں، میری چوٹی باندھ دو نا۔

امّاں : ثمینہ، دیکھ... تجھ سے آخری بار کہہ رہی ہوں، اس کی چوٹی باندھ دے۔

(پیچھے کے دروازے سے کام والی داخل ہوتی ہے۔ آنگن میں کپڑوں کا ڈھیر لگا ہے۔ ایک طرف بہت سارے سنے ہوئے برتن پڑے ہیں۔ وہ ان کے پاس آ کر کھڑی ہو جاتی ہے)

کام والی : میں تمھارے گھر کا کام نئیں کرے گی۔ اتنے سارے کپڑے اور اتنے سارے برتن نئیں دھوئے گی۔

دادی : اری او مہارانی، پیسے کس بات کے لیتی ہے؟

کام والی : بس دس کپڑے دھوئے گی مَیں اور بیس برتن۔ اس سے زیادہ نہیں۔

دادی : یہ بھی اسکول کی پڑھی لکھی لگے ہے... کلّے دراز کہیں کی۔ اری ذرا شکل تو دیکھ اپنی آئینے میں۔

امّاں : دھولے بائی دھولے، کپڑے کچھ زیادہ نہیں ہیں۔ سب چھوٹے چھوٹے کپڑے ہیں۔

روبینہ : اے بی، دیکھنا کوئی میری چوٹی باندھ دو نا۔

کام والی : تم روز یہی بولتی ہو کہ چھوٹا چھوٹا کپڑا ہے۔ کوئی چھوٹا کپڑا نہیں اور سب گندہ بھی بہت ہے۔ (ایک کپڑا اُٹھا کر) اس کا تو میل بھی نہیں چھوٗٹے گا۔

دادی : اے بی دلھن! دیکھنا اسے دھلے کپڑے دیا کرو دھونے کے لیے۔

امّاں : دیکھ، اکثر کم کپڑے بھی تو ہوتے ہیں۔ آج تھوڑے زیادہ ہیں۔

کام والی : تم روز ایسے ہی بولتی ہو۔

دادی : ستیاناس جائے کم بخت ماری، غارت ہو یہاں سے۔ جا، ہم دوسری بائی رکھ لیں گے۔

کام والی : اچھا، آج تو میں دھو لیتی۔ کل سے جاستی کپڑا نئیں دھوئے گی (کپڑے دھونے بیٹھ جاتی ہے) کل سے جاستی کپڑا ہوئیں گا تو اوپر سے پیسا لگے گا ہاں۔

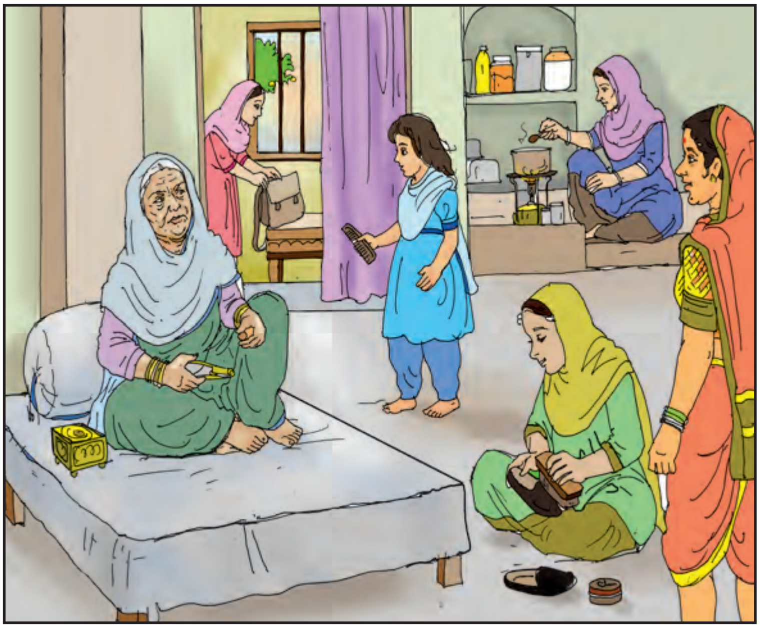

دادی : ہاں ، ہمارے ہی گھر سے عمر بھر کی روٹیاں سیدھی کرنا۔

امّاں : تہمینہ، اپنے ابا کو اُٹھا دے۔ چائے بن گئی ہے۔

تہمینہ : اماں ، نہ تو میرے کپڑے پریس ہوئے ہیں اور نہ ابھی تک جوتے پالش ہوئے ہیں۔ ایسے اسکول جاؤں گی تو ہماری پی ٹی میڈم ڈانٹیں گی۔

دادی : اے، کون ہے یہ ناس پیٹی؟

تہمینہ : دادی ...ناس پیٹی نہیں ...ہماری پی ٹی میڈم۔

دادی : جانے کیا بکے جارہی ہے؟ اری کس کا ذکر ہے، آخر پتا تو چلے۔

تہمینہ : ہمارے اسکول کی میڈم ہیں جو ہمیں پی ٹی کرواتی ہیں۔

دادی : (بات کو سمجھتے ہوئے) ناس جائے تمھارا۔ استانی نہیں کہہ سکتی۔

امّاں : (مسکراتے ہوئے) امّاں، اسکولوں میں اب استانی کو میڈم کہتے ہیں۔

ثمینہ : اورکھیل کود سکھانے والی استانی کو پی ٹی ٹیچر کہتے ہیں۔

دادی : اری چل، بڑی آئی مجھے سمجھانے والی۔ اُٹھنے دے اپنے ابّا کو آج تیرا انتظام کراتی ہوں۔ اری لڑکی، گڑ نہ دے مگر گڑ کی سی بات تو کر۔

(برقع پہنے ہاتھ میں ٹوکری لیے ایک نوجوان عورت گھر میں داخل ہوتی ہے)

مہرو : السلام علیکم امّاں۔ (مہرو دادی کے قریب جا کر بیٹھ جاتی ہے)

تینوں بچیاں: پھپھو آ گئیں، پھپھو آ گئیں۔ (مہرو کو دیکھ کر خوش ہو جاتی ہیں)

دادی : وعلیکم السلام (پیار سے مہرو کی طرف دیکھتے ہوئے) اری مہرو، خیر تو ہے بیٹا؟ صبح ہی صبح کیسے آ گئی؟ اکیلی ہی آ گئی ہو کیا؟

امّاں : اری مہرو بہن، صبح ہی صبح کیسے آنا ہوا؟ سب خیریت ہے نا؟

مہرو : اسکول کی اچانک چھٹی ہوگئی نا۔

روبینہ : پھپھو، کون سے اسکول کی چھٹی ہوگئی اور کیوں ہوگئی؟

مہرو : کوئی مر گیا ہے۔

دادی : (چہرے پر خوف طاری کرتے ہوئے) اے کون مر گیا؟ خیر تو ہے بیٹا؟

مہرو : امّاں، کسی دوسرے ملک کا کوئی بڑا آدمی مر گیا ہے اس لیے آج سارے اسکولوں کو چھٹی ہوگئی۔

دادی : اے، میرا تو دل دھڑک گیا کہ جانے کون مر گیا۔

روبینہ : اماں، اسکول کی چھٹی ہوگئی، تو کیا اب کوئی میری چوٹی نہیں باندھے گا؟

کام والی: کام ختم ہوگیا۔ اب ہماری بھی چھٹی۔ اب میں جاتی۔

امّاں : ٹھیک ہے بہن، باہر کا دروازہ بند کرتی جانا۔

مہرو : چلو بھئی، اب تو اسکول کی چھٹی ہوگئی۔ یہ بستے وستے رکھو اور چین سے بیٹھو۔ اری ثمینہ، بیٹھ جا بیٹی۔

دادی : چلو دفع ہو اپنے کمرے میں، صبح سے دماغ خراب کر رکھا ہے۔

ثمینہ : (بستہ بند کرتے ہوئے) دادی، وہ تو ہمیں ہی پتا ہے کہ کس نے کس کا دماغ خراب کر رکھا ہے۔ کوئی نہ جانے اللہ جانتا ہے۔

مہرو : کیا بات ہے ثمینہ، کیسے بول رہی ہے تو؟

ثمینہ : (سسکیاں لیتے ہوئے) پھپھو دیکھو نا، ہر وقت دھمکاتی رہتی ہیں کہ آج سے تیرا اسکول جانا بند... (پھوٹ پھوٹ کر رونے لگتی ہے)

مہرو : ارے ارے، تم تو رو رہی ہو۔ نہیں... شاباش... جاؤ اپنے کمرے میں۔ تہمینہ! اسے کمرے میں لے جاؤ۔

تہمینہ : (ثمینہ کا ہاتھ پکڑ کر) چل ثمینہ۔

(تینوں جاتی ہیں)

مہرو : (بچوں کے چلے جانے کے بعد) کیا بات ہے امّاں، بچوں پر اتنا ناراض کیوں ہو رہی تھیں؟ ہر وقت کی ڈانٹ ڈپٹ اچھی نہیں۔

دادی : اری کام کی نا کاج کی، خالی اسکول اور پڑھائی کی۔ کیا ملے گا اس پڑھائی سے ان کو؟

مہرو : امّاں، اللہ کے واسطے ان کی پڑھائی بند مت کرانا۔ جتنا پڑھتی ہیں، پڑھنے دو۔

دادی : اری، تجھے بھی کیا ان لڑکیوں نے پڑھا دیا۔ یہ لو، ہماری بلّی ہمیں سے میاؤں۔

مہرو : میرے پڑھانے کی ذمہ داری تو تم پر تھی امّاں۔ تم نے مجھے پڑھایا ہی نہیں اور میرا دل ہی جانتا ہے کہ میں کتنی مشکل میں ہوں۔

دادی : اری کیسی مشکل؟ (دادی سنجیدہ ہو جاتی ہیں)

مہرو : عامر کے ابو نے اس کا داخلہ انگریزی اسکول میں کرا دیا ہے۔ وہ پہلی کلاس میں ہے اور میں اس کا ہوم ورک بھی نہیں کرا سکتی۔

دادی : اے، کیا نہیں کرا سکتی؟

مہرو : ارے وہ اسکول کا کام۔

امّاں : ارے، تو کوئی ماسٹر ہی رکھ لو، وہ پڑھا دیا کرے گا۔

دادی : اری، تو یہ سب کرنے کی ضرورت کیا ہے؟ اچھا چلو، وہ تو خیر سے لڑکا ہے لیکن ہمارے گھر میں ان تینوں لڑکیوں کا اسکول جانا مجھے بالکل پسند نہیں۔

مہرو : امّاں، خدا کے واسطے ان کی پڑھائی بند نہ کرانا۔ اگر یہ پڑھ لکھ جائیں گی تو انھیں اس مشکل سے دو چار ہونا نہیں پڑے گا جو مجھ پر بیت رہی ہے۔ اور پھر پڑھنے کے بعد یہ اپنے پیروں پر بھی کھڑی ہو سکتی ہیں۔ بھابھی، پڑھی لکھی عورت اتنی بے سہارا نہیں ہوتی...

امّاں : چاہتی تو میں بھی یہی ہوں کہ یہ دسویں تک پڑھ لیں (آہستہ سے) لیکن امّاں کی مرضی نہیں ہے۔ اب تم ہی بتاؤ میں کیا کروں۔

مہرو : بھابھی، اب دسویں پاس کرنے سے کچھ نہیں ہوتا۔ انھیں تو بی اے کراؤ، ایم اے کراؤ... ٹیچر بناؤ، نرس بناؤ۔ امّاں! ایمان سے، دیکھنا کتنے اچھے اچھے رشتے آئیں گے۔ میں بھائی جان سے بھی بات کروں گی۔

دادی : اے ہمیں نہ کرانی نوکری... دنیا کیا کہے گی؟

مہرو : امّاں، وہ میری بچپن کی سہیلی تھی نا عقیلہ...!

دادی : اے ہاں وہی نا ، بے چاری کا تین چار مہینے پہلے میاں مر گیا۔ بڑا افسوس ہوا۔ جمعہ کو دلھن بنی اور ہفتے کو بیوہ ہوگئی۔ بے چاری پر بجلی ٹوٹ پڑی ہے۔ اب اسے نہ کوئی میکے میں پوچھتا ہے اور نہ سسرال میں۔ ارے اس کا میاں کیا ختم ہوا، اس کی تو دنیا ہی ختم ہوگئی۔

مہرو : امّاں، اب تمھی بتاؤ، خدا نہ کرے، خدا نہ کرے، اگر تمھاری پوتیوں کے ساتھ ایسا ہوجائے تو کہاں جائیں گی وہ؟ بھابھی، یہ جتنا پڑھتی ہیں، ان کو پڑھنے دو۔ جو عورت پڑھی لکھی ہوتی ہے، اس کے آگے اتنی مشکلیں نہیں آتیں جتنی ہم جیسوں کے آگے آتی ہیں۔ عقیلہ کی مثال تمھارے سامنے ہے۔ کہتے ہیں جس میں چمک نہیں، وہ ہیرا نہیں اور جس میں دمک نہیں وہ عورت نہیں۔ اور دمک تعلیم سے آتی ہے۔

امّاں : دیکھنا امّاں، مہرو بات تو بالکل ٹھیک کہہ رہی ہے۔

دادی : (ایک لمحہ سوچنے کے بعد اونچی آواز میں بچیوں کو پکارتے ہوئے) دیکھو لڑکیو، تمھیں جہاں تک پڑھنا ہے پڑھو۔ اب میں پڑھائی کے لیے تمھیں کبھی نہیں روکوں گی ...اور آج اسکول کی چھٹی ہوگئی تو کیا؟ بستے کھولو اور پڑھنا شروع کرو۔

(تینوں لڑکیاں گردن نکال کر جھانکتی ہیں۔ حیرت سے دادی کو اور ایک دوسرے کو دیکھتی ہیں)

ثمینہ : (حیرت اور خوشی سے) دادی، کیا تم ہم سے کہہ رہی ہو؟

دادی : اری ہاں لڑکی، ہاں۔

(ثمینہ اور تہمینہ ایک ساتھ دوڑتی ہوئی آتی ہیں اور دادی سے لپٹ جاتی ہیں)

ثمینہ : دادی، دادی تم اب ہمیں اسکول جانے سے کبھی نہیں روکوگی؟

دادی : (پیار سے دونوں کو گلے لگاتے ہوئے) اری نہیں لڑکیو! نہیں روکوں گی۔

روبینہ : (کھلے ہوئے بالوں سمیت دوڑتی ہوئی آتی ہے اور دادی کے سامنے کھڑی ہوجاتی ہے) دادی، دادی کیا تم میری چوٹی باندھ دوگی؟

دادی : ہاں، پر ایک شرط ہے۔

روبینہ : کیسی شرط؟

دادی : میں روز تیری چوٹی باندھوں گی لیکن تو مجھے روزانہ ایک گھنٹا پڑھائے گی۔ بول، منظور ہے؟

روبینہ : (اچھلتے ہوئے) لو سنو، دادی مجھ سے کہہ رہی ہیں کہ میں انھیں روزانہ ایک گھنٹا پڑھایا کروں۔

(دادی شرما کر منہ چھپاتی ہیں۔ پھر اشارے سے روبینہ کو چپ ہونے کو کہتی ہیں۔ روبینہ شور مچاتی رہتی ہے)

مہرو : اے امّاں، ایمان سے! کیا تم اس عمر میں پڑھوگی؟

دادی : اری ہاں بیٹا۔ ہرج ہی کیا ہے؟

ثمینہ : دادی اماں، روبینہ کو تو ٹھیک سے پڑھنا بھی نہیں آتا، وہ تمھیں کیا پڑھائے گی؟

دادی : (ثمینہ کو لپٹاتے ہوئے) اری ناس پیٹی! تو تو کس دن کام آئے گی۔ آج سے تو ہی روزانہ مجھے پڑھا دیا کر ...اور اگر تیری امّاں راضی ہو تو اسے بھی پڑھا دے ...اری مہرو، تو بھی ثمینہ کی شاگردی میں آجا ... کہتے ہیں صبح کا بھولا شام کو گھر لوٹ

آئے تو اسے بھؤلا نہیں کہتے۔

(سب ہنسنے لگتے ہیں)

مہرو : امّاں، اب اس عمر میں تم کیا پڑھوگی؟

دادی : لو بوا، تیلی کا تیل جلے، مشعلچی کا دل جلے۔ (اماں کی طرف دیکھتے ہوئے) اے دلھن، تم بھی بسم اللہ کرو۔ پڑھائی میں کیسی شرم؟

مہرو : بھائی جان کو کوئی جاکر اُٹھائے اور کہے کہ اماں کے واسطے بستہ لے آئیں۔

(دادی اماں تھوڑا شرماتی ہیں۔ سب آکر ان کو گھیر لیتی ہیں اور زور زور سے ہنسنے لگتی ہیں)

روبینہ : ارے، کوئی میری چوٹی تو باندھ دو۔

(پردہ گرتا ہے)

معانی و اشارات

آگ لگے	بربادی کی بددعا ہے (عورتوں کی زبان ہے)
ناس جائے	بربادی کی بددعا
قیامت آجانا	بڑی مصیبت آجانا
ناک کٹوانا	بدنام کردینا
گز بھر کی زبان	بہت بولنے والی زبان
جاستی	زیادہ (بولی کا لفظ ہے)
کلّے دراز	زبان دراز
روٹیاں سیدھی کرنا	کمائی حاصل کرنا
گُڑ نہ دے مگر گُڑ کی سی بات تو کر	کوئی اچھا کام نہ کرسکو تو نرمی سے بول کر ہی خوش کردو۔
ہماری بلّی، ہمیں سے میاؤں	کسی ماتحت کا اپنے اعلیٰ پر رعب جمانا
پیروں پر کھڑا ہونا	اپنی روزی آپ کمانا
بجلی ٹوٹ پڑنا	بڑی مصیبت آنا

مشقی سرگرمیاں

ڈراما کے حوالے سے ذیل کی سرگرمیاں مکمل کیجیے۔

- 'جان پہچان' کی مدد سے ذیل کا خاکہ مکمل کیجیے۔

انیس اعظمی

پیدائش	اعلیٰ تعلیم	تدریس	سکریٹری	ڈراموں کا مجموعہ	انعامات

- ڈراما 'دادی امّاں مان جاؤ' کا منظر پڑھ کر خاکے میں مناسب کام لکھیے۔

دادی امّاں ← ______
امّاں ← ______
ثمینہ ← ______
تہمینہ ← ______
روبینہ ← ______

ایک جملے میں جواب لکھیے۔

۱۔ دادی اماں بچوں کو کس کام کے لیے بار بار بولے جارہی تھیں؟
۲۔ ثمینہ نے دکان پر نہ جانے کی کیا وجہ بتائی؟
۳۔ روبینہ اور تہمینہ دکان پر کیوں نہیں جانا چاہتی تھیں؟
۴۔ دادی اماں ثمینہ کا اسکول جانا کیوں بند کرانا چاہتی تھیں؟
۵۔ کام والی کو کس بات کی شکایت تھی؟
۶۔ کام والی نے کس شرط پر کام کرنا شروع کیا؟
۷۔ اسکول کی چھٹی کیوں ہوگئی؟
۸۔ ثمینہ مہرو پھپھو کے سامنے کیوں رونے لگی؟
۹۔ مہرو نے اپنے مشکل میں ہونے کی کیا وجہ بتائی؟
۱۰۔ مہرو نے بچوں کو کہاں تک پڑھانے کا مشورہ دیا؟
۱۱۔ دادی اماں اور روبینہ میں کیا شرط طے ہوئی؟

مختصر جواب لکھیے۔

۱۔ دادی اماں بچوں پر کیوں ناراض ہورہی تھیں؟
۲۔ مہرو نے لڑکیوں کو پڑھانے کے بارے میں کیا کہا؟
۳۔ دادی اماں لڑکیوں کو پڑھانے کے لیے کیوں تیار ہوگئیں؟
۴۔ دادی اماں کی تعلیم حاصل کرنے کی دلچسپی کس طرح ظاہر ہوتی ہے؟

دادی اماں کے ان جملوں کو سیاق و سباق کی روشنی میں واضح کیجیے۔

۱۔ اری آگ لگے اس مہنگائی کو۔
۲۔ بیڑا غرق ہوجائے تمھارا۔
۳۔ ہمارے ہی گھر سے عمر بھر کی روٹیاں سیدھی کرنا۔
۴۔ اری لڑکی، گز نہ دے مگر گز کی سی بات تو کر۔
۵۔ اری کام کی نا کاج کی، خالی اسکول اور پڑھائی کی۔
۶۔ تیلی کا تیل جلے، مشعلچی کا دل جلے۔

کس نے کس سے کہا؟

۱۔ ”میری چھالیا ختم ہوگئی ہے۔“
۲۔ ”مجھے اسکول کے لیے دیر ہورہی ہے۔“
۳۔ ”جلدی سے اس کی چوٹی تو باندھ دے۔“
۴۔ ”اری او مہارانی، پیسے کس بات کے لیتی ہے؟“
۵۔ ”اسکول کی اچانک چھٹی ہوگئی نا۔“
۶۔ ”باہر کا دروازہ بند کرتی جانا۔“
۷۔ ”ہر وقت دھمکاتی رہتی ہیں کہ آج سے تیرا اسکول جانا بند۔“

بول چال

درج ذیل الفاظ کو اپنے جملوں میں اس طرح استعمال کیجیے کہ ان کے معنی واضح ہوجائیں۔

۱۔ ناس جانا	۲۔ قیامت آجانا
۳۔ ناک کٹ جانا	۴۔ کلے دراز ہونا
۵۔ بسم اللہ کرنا	

تلاش و جستجو

اس سبق میں آنے والی کہاوتوں کو تلاش کرکے لکھیے۔

زورِ خطابت

تعلیمِ نسواں کے عنوان پر تقریر تیار کیجیے۔

اپنی ادا دیکھ

اس ڈرامے کو ۸ / مارچ 'یومِ خواتین' کے موقع پر اسٹیج کیجیے۔

NNZV7X